

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232818

UNIVERSAL
LIBRARY

هو اللطيف

اسلامي مجلس مذاکره علميه کلکنده

نمبر ۱

این تحریري است بعبارت اردو

بتلخیص مضامین رساله اثبات جواز و استحباب عمل مولد شریف مصنفه

عالیجناب مولوي محمد وجیه صاحب

تکاشته

جناب مولوي ابوالقاسم عبد الحکیم صاحب

و بر خوانده

بدرمهی و سومین ماهانه جلسات سال اول مجلس مذکور الفوق

حسن انعقاد یافته ۲۳ شهر ذی القعدة الحرام

و ۲۷ شهر ذی الحجة الحرام سنه ۱۲۷۹ هجری قدهبی

بخانه

جناب مولوي عبد اللطيف خان بهادر

از طرف مجلس مدوح

بمطبع پینست مشن پریس واقع دارالامارت کلکنده بقالب طبع درآمد

۱۲۸۲ هجری قدهبی

هو اللطيف

اسلامي مجلس مذاكره علميه كلكته

نمبر ۱

این تحریري است بعبارت اردو

بتلخیص مضامین رساله اثبات جواز واستحباب عمل مولد شریف مصنفه

عالمجناب مولوي محمد وجیه صاحب

نکاشته

جناب مولوی ابوالقاسم عبد الحکیم صاحب

و بر خوانده

بدومین و سومین ماهانه جلسات سال اول مجلس مذکور فوق

حسن انعقاد یافته ۲۳ شهر ذی القعدة الحرام

و ۲۷ شهر ذی الحجة الحرام سنه ۱۲۷۹ هجری قدهی

بخانه

جناب مولوي عبد اللطيف خان بهادر

از طرف مجلس مدوح

بمطبع پبست مشن پريس واقع دارالامارت كلكته بقالب طبع درآمد

۱۲۸۲ هجری قدهی

پیترن

یعنی

حامی و مربی مجلس

جناب معلی القاب آنر بل سیسل بیٹان صاحب بہادر
نواب لٹرنلٹ گورنر بنگالہ

صدر مجلس و صدر کمیٹی انتظامی

عالمی جناب مولوی محمد وجیہ صاحب

نائبان صدر

عالمی جناب قاضی عبد الباقی صاحب

عالمی جناب مولوی حافظ سعید احمد صاحب

ممبران کمیٹی انتظامی

جناب منشی امیر علی خان بہادر

جناب مولوی سید اعظم الدین حسن خان بہادر

جناب مولوی عباس علی خان صاحب

جناب منشی حبیب الحسن صاحب

جناب لسان السلطان محمود الدولہ منشی مقدر علی خان بہادر

جناب ناخدا حسن البراہیم بن جودر صاحب

جناب مولوی محمد عبد الرؤف صاحب

جناب مولوی ذیل الدین احمد خان بہادر

جناب مولوی ابوالقاسم عبدالکبیر صاحب

جناب مولوی عبدالحق صاحب

سکرپٹری مجلس و ممبر و سکرپٹری کمیٹی انتظامی

جناب مولوی عبد اللطیف خان بہادر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعلنا في امة خاتم المرسلين * وجعله شافعنا يوم الدين *
 وشرّف علماءنا بانواع الفضائل والتبجيل * حتى اجر على لسان رسوله الجليل
 النبيل * علماء امتي كانبيا بني اسرائيل * فاشكروا على آلائه الوفرة وافضاله الباهرة
 بالشكر الجميل * وسبحوا بحمده في البكور والاصيل * والصلوة والسلام على من هو الباعث
 لتشريفنا بهذه المكارم دون غيرنا * والدافع عما كلفنا ضرراً وضيرنا * والرافع عما كلف
 شرّاً وطيرنا * وعلى آله واصحابه شمس الهداية والايقان * ويدور الفضائل والعرفان *
 بعد اسك حضرات حاضرین برتر تمكين ايدهم الله بالايدي المتين كي خدمات
 عاليه مين گذارش يهه هي كه جلسه ماضيہ مين جو ۱۲ شهر شوال المكرم سنه ۱۲۷۹ هـ
 ۲ ماه اپريل سنه ۱۸۶۳ ع كو حسن انعقاد پا يا تھا اور جسك انعقاد سے حضرت گرامي
 منزلت بازي جلسه كي غرض اصلي يهي دوياتين تهين ايک بيان کرنا فوائد و مذاافع بنا
 ايک مجلس مذاکره علميه کا طبقه عليه اسلاميه مين جسك جلسه هر رقمري مهينه مين
 ايکبار منعقد هوا کرين مگر بعوارض اور دوسرا پڑھا جانا رساله جوازو استحباب عمل مولد
 شريف کا جسکو جذاب مستغنی عن المحامد والاقاب صدرالعلماء بدرالفقها امام المحدثين
 همام المفسرين مالک اصول الفقه و الاحکام نعمان هذا العصر و الايام رئيس المدرسين مفيد
 الطالبين حضرت مولانا استادنا المستغنی عن ذکر اسمه الشريف بعد بيان رسمه المنيف[†]

† عالیجناب مولوي محمد وجيه صاحب مدرس اول عربي بھرؤ مدرسه عاليه تلمکته

ادام اللہ ظلل عواطفہ علی رؤسنا فی زبان فارسی میں تصنیف فرمایا ہی • چنانچہ یہی انجام غرض اول کے بسبب رات زائد آ جانے کے اس رسالہ متبرکہ سے صرف تبرکا چند اوراق ابتدائی مشتمل بر مبادی رسالہ پڑھ گئے اور قرأت ما بقی اس جلسے پر موقوف رہی بعد اوسکے حضرت مولانا محتشم الیہ نے اس خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ چونکہ اکثر مضامین اوسکے متعلق بجاواب لفظی ادائے مزعومہ مخالفین ہیں جو صرف واسطے تشفی تام اور دفع خدشات و اوہام طلبہ علوم مرقوم ہوئے ہیں اور جنکا اس مجلس عالی میں پڑھا جانا محض تصدیق وقت سامعین ہی اسواسطے مناسب یہہ ہی کہ تو اون مضامین کو اس رسالے سے الگ کر اور بعد اس انتخاب کے اوسکو بزبان اردو ترجمہ کر ڈال کیونکہ اسکی فارسی عبارت بھی خالی از دقت و اشکال نہیں ہی اور اکثر مسائل علوم دینیہ کے مذاکرہ میں تعمیم کا لحاظ رکھنا بہت ضرور ہی پس خاکسار نے اس فرمان واجب الاذعان کا بجا لانا اپنے ذمے واجب و لازم سمجھا ،

اب اصل مطلب کی گزارش کیجاتی ہی

جانا چاہئے کہ انعقاد مجالس عالیہ میلان برکت و سعادت بنیاد حضرت خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم النذاز جس طرح پندرہ سنہ ۶۰۰ ہجری سے زواج باکر آج تک بفضل خدا ساتھ رونق تمام کے جاری ہی (اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت قائم و باقی رہیگا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور اگلے تین قرونوں میں اس وضع خاص پر جاری تھا بلکہ صرف اسی قدر مروج تھا کہ کوئی عالم کسی وقت جب اوسکا جی چاہتا یا جب لوگ اوس سے پوچھتے کچھ احوال برکت و سعادت اشتمال میلان شریف اور دوسرے حالات عظمت و میمذت آیات حضرت از اول تا آخر کہہ سنانا یا کوئی واعظ ثنائے وعظ میں دوسری تقریروں کے ضمن میں مجملہ یا مفصلاً بر حسب مناسب وقت کچھ بیان کرنا یا کوئی مدرس پڑھانے وقت کسی مقام کی تقریب یا کسی

کلام کی مناسبت سے کچھ ارشاد کرنا اور سامعین بتوجہ خاطر اور حضور باطن و ظاہر
 اور سزے اور اپنے ایمان میں رونق و تازگی بخشنے اور پھر بشوق تمام اور ذوق
 مالا کلام انہیں مضامین کا باہم مذاکرہ کیا کرتے اور بعضے بخوف نہول و نسیان اور
 مضمونوں کو لکھ لیتے اور وہ نوشتہ دوسروں کو پڑھ کر سزاتے اور اسکی وجہ یہ تھی
 کہ اس زمان برکت و سعادت توامان میں بسبب قرب و نزدیکی زمان نبوت و رسالت
 اور ترقی ارشاد و ہدایت تذکرہ احوال سعادت اشدمال سرور کائنات ہر وقت زبان زد
 خواص و عوام تھا بلکہ سوائے اس قسم ذکر سرا سر خیر کے اور امور کے چرچے بہت
 کم تھے ہر ادنیٰ اور اعلیٰ ابتدا سے انتہا تک جملہ احوال جزئی و کلی یعنی آپکا
 تولد فرمانا اور اس وقت خوارق و غرائب کا ظاہر ہونا اور پھر دائیوں اور مرضعات
 کے سپرد اور اونکے گھر سیکڑوں عجائب و غرائب کا ظاہر ہونا اور پھر بعد انقظام یعنی
 دودہ بڑھانے کے ایام طفولیت سے اوان شباب تک پہنچنا اور اس اثنا میں ہزاروں
 واقعات عجیبہ اور معاملات غریبہ کا دکھانا اور لاکھوں آثار و علامات نبوت اور شواہد
 و برہانات رسالت کا آپکے ہر قول و فعل سے برآی العین مشاہدہ میں آنا اور
 کاذبوں اور راہبوں کا آپکی ولادت کی خبر دینا اور آپکی نبوت و رسالت کی بشارت
 سنا نا اور اس اثنا میں کچھ مختصر تجارت کرنا اور در ضمن اسکے بعض مقامات
 متبر کہ کو اپنے قدم مفاخرت لزوم سے مشرف فرمانا پھر بعد استکمال بجمیع کمالات
 بشری طلوع شمس رسالت یعنی آپکا مبعوث برسالت ہونا اور اوسوقت کروڑوں خوارق
 و معجزات کا ظاہر ہونا اور اسی اثنا میں اوج معراج پر بلند گرائی فرمانا پھر
 مکہ معظمہ سے مدینہ مطیبہ میں ہجرت فرمانا اور واسط اعلیٰ اعلام اسلام کے
 کفار کڈام سے لڑنا جہاں کرنا آپکا مظفر و منصور ہونا کافروں کا مخدول و مقہور ہونا
 تا بوفات حسرت آیات علیٰ وجہ الہمال جاننا تھا اور بفرط محبت اور غلبہ شوق
 ہر وقت یہی تذکرہ اونہیں شائع اور جاری اور ہر آن انہیں امور کا خیال اونکے دامن

میں ساری رہا کرتا پھر ایسے زمانے میں باین وضع خاص مجالس ذکر میلاد برکت بنیادی کے منعقد کرنے کی کونسی ضرورت تھی کیونکہ وہاں تو کوئی مجالس و مجمع اس ذکر سراسر برکت سے خالی نہ تھا لیکن بعد اسکے جب رفتہ رفتہ بسبب بعد زمان رسالت بانواع و جوہات ہر طرح کا فتور و خمبول لوگوں کے دلوں میں راہ پاتا گیا اور وہ جوش و خروش امور دینیہ میں کم ہوتا گیا بلکہ دن بدن سستی آتی گئی اور ہمت لوگوں کی دنیا طلبی میں مصروف اور مقصور ہوتی گئی یہاں تک کہ علما بھی (جنکو سوائے اشاعت اور ترویج علوم اور پڑھنے پڑھانے کے اور کسی دوسرے کام سے سرکار نہ رہتا تھا) تحصیل معاش اور حب جاہ میں پھنسے گئے اوسوقت انڈر علمائے عظام اور فضلاء کرام نے بنظر ابقائے علوم تصنیف و تالیف کی طرف توجہ فرمایا اور کتابیں فقہ و اصول و حدیث و تفسیر و شمائل و سیر حضرت بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ فی البکور و الظہیر و فتوح و تواریخ کی تصنیف و تالیف کرنے لگے خلاصہ یہ کہ وہ جتنے علوم و فنون کہ اوائل زمانے میں مخازن حافظہ اور معادن قلوب میں مستحفظ اور مستحضر رہا کرتے تھے اب بالکل دفاتر قراطیس اور جرائد اوراق میں آ گئے پھر اوسوقت یہہ کیفیت ہو گئی کہ ایک تو لوگوں کو خود ہی امور دینیہ میں مداعت اور مسامحت آتی گئی تھی اور ہمہ تن سبھوں کی ہمت امور معاشیہ کی طرف مقصور ہو چکی تھی تہہ یہہ بہرہ اور اِنکا ہو گیا کہ اب تو سارے علوم کتابوں میں منضبط ہو گئے اب ہم جب چاہینگے بے تکلف دیکھ لینگے یا اگر خود دیکھنے کی قدرت نہوگی تو کسی دوسرے سے پڑھوا کر سن لینگے مگر اسکی توفیق تو جتنی ہوتی ہی سو خود ہر شخص اپنے حال پر قیاس کر لے سکتا ہی کہ شاید باستثناء معدودے چند کسی کو انہی بھی توفیق نہوتی ہوگی کہ اور سب علوم و فنون تو بالائے طاق رہے افضل الکتب کہ عبارت کتاب اللہ اور قرآن شریف سے ہی سالانہ ایک بار بھی کہوتے ہوں پھر اور

کتابوں کا حال اسی سے سمجھا چاہئے غرض رفتہ رفتہ جن دنوں علوم کی وہ کیفیت اور لوگوں کی بہہ حالت ہو گئی اور انڈر لوگوں کو حالات برکت و سعادت آیات سرور کائنات سے بالکل ناواقفیت محض ہوتی گئی اور اس وجہ سے انڈرون کے اعتقاد و محبت میں بھی جسمیں ہمیشہ ان حالات برکت سمات اور معجزات صداقت آیات کے سننے سے ترقی اور تازگی ہوتی جاتی تھی ضعف و فقور آنا گیا اور شوق و ذوق میں نقصان آ گیا * اور ظاہر ہی کہ تقویت ایمان موقوف اوپر تصدیق تام رسالت کے ہی اور یہی تصدیق رسالت اصل الاصول سارے ایمان کی ہی اور باقی بالکل ارکان اسی اصل پر متفرع ہیں کیونکہ توحید باری تعالیٰ اور تصدیق کذاب اللہ اور وجود ملائک اور تصدیق انبیاء یہ ساری باتیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے معلوم ہوتی کئیں پھر اگر (عیاذ باللہ) آپہی کی تصدیق میں کچھ فتور و تزلزل ہو تو یہ ساری تصدیقین متزلزل ہو گئیں پھر تو ایمان کا حال معلوم تو اب استحکام تصدیق رسالت سب پر مقدم تھا کیونکہ جز کی مضبوطی سب سے پہلے چاہئے اور استحکام تصدیق رسالت بظاہر عقول عامہ ظاہر بین کے نزدیک دریافت خوارق و معجزات پر موقوف ہی خصوصاً وہ خوارق عادات جو عین وقت ولادت شریف اور ایام رضاعت اور اوان طفولیت میں ظاہر ہوتے گئے جس وقت نہ تصنع اور بناوٹ کا گمان ہو سکتا تھا اور نہ ریا اور دکھارے کا خیال آسکتا نہ سحر و جادو کے توہم کی گنجائش تھی اور نہ طلسم و شعبدے کے تخیل کی سمائی اور ان باتوں کا علم و وقوف بدون اسکے کہ ہمیشہ مجامع عامہ اور مجالس عالیہ میں اسکا چرچا اور مذاکرہ ہوا کہ ہرگز ممکن نہ تھا اسلئے اوس زمانے کے علمائے یعنی جس زمانے میں یہہ ضعف و فقور اسلام شروع ہو گیا اور دن بدن لوگوں کی ہمتیں امور دینیہ سے مقصر ہوتی گئیں ضروریات دین سے یہہ سمجھا کہ بہ تخصیص احوال میمننت اشتمال میلان برکت و سعادت بنیاد سرور کائنات باشمال خوارق عادات و غرائب حالات و وقت ولادت اور ایام رضاعت اور

زمان طفولیت جو متعدد و مختلف کتب حدیث اور شمائل وسیر میں مذکور ہیں ایک جگہ مجتمع کر کے ایک رسالہ مختصر ترتیب دیا جائے اور اسکو باوقات مخصوصہ مجامع عامہ اور مجالس عالیہ میں پڑھکر سبھوں کو سنایا جاوے تاکہ ہمیشہ اس کے سننے سے اعتقاد و محبت سرور کائنات کی دلوں میں مرتکز ہوتی جاے اور بدے ضعف و فقور کے دن بدن ترقی و افزایش ایمان ہووے اب چونکہ اس جگہ اعتقاد اور محبت دونوں مذکور ہوئے اسلئے جان لیا چاہئے کہ محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے لایو من احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین حاصل معنی اس حدیث شریف کا یہہ ہی کہ کوئی تم میں سے مومن کامل نہوگا جب تک مجھے اپنے باپ اور بیٹے اور سب لوگوں سے بڑھکر دوست اور محبوب نہ کہیگا اور یہہ بھی فرمایا سرور کائنات نے من احببني کان معی فی الجنة جو دوست اور محبوب رکھیگا مجھکو ہوگا ساتھہ میرے جنت میں * پس اب ان بیادوں سے جو اوپر مذکور ہوئے بخوبی ثابت ہوا کہ اصل مولد شریف جو عبارت ہی ذکر احوال میلاد برکت و سعادت بنیاد سرور کائنات اور اس کے متعلقات سے جسکی کچھ تفصیل اوپر گذر چکی زمان سعادت نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد آپکے ہر قرن اور ہر طبقہ میں قرون سابقہ اور طبقات لاحقہ کے موجود تھی اور پائی گئی ہی چنانچہ کتب احادیث اور شمائل اور سیر کے دیکھنے والوں پر بخوبی واضح و آشکار ہی مگر باین وضع مخصوص جیسا اندزون یعنی چہہ ہی برس سے جاری ہی البتہ قبل اسکے نتھا اسواسطے لوگ اسکو بدعت کہتے ہیں اور صرف باین معنی کہ یہہ وضع خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نتھی اس وضع خاص کو بدعت کہنا کچھ مضایقہ بھی نہیں کیونکہ بدعت بمعنی حادث اور نو پیدا کے ہی یعنی جو چیز آگے نتھی سر البتہ یہہ وضع خاص بھی بوجہ مخصوص حادث

اور نو پیدا ہی تراویح کی نماز کا بھی بعینہ یہی حال ہی کہ اوسکی اصل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانے میں پائی گئی ہی مگر باین وضع خاص اور اس اہتمام و التزام کے ساتھ جیسا اب جاری ہی کہ ہر سال رمضان شریف کے مہینے میں ابتدا سے لے انتہا تک تمام مسجدوں میں نماز تراویح کا پڑھنا اور اوسکے اہتمام و انتظام میں سرگرم رہنا اس قدر جاری اور شایع ہی کہ اب یہ بھی منجملہ ضروریات دین کے ہو گیا ہی یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانے میں نتھیں بلکہ بعد آپکے خلفائے راشدین کی عہد خلافت میں رواج پائیں اور اسی واسطے حضرت امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسکی نسبت بمحمل ستائش فرمایا ہی نِعْمَتِ الْبِدْعَةِ پس اس عمل مولد شریف کی نسبت بھی بعینہ وہی تعریف نِعْمَتِ الْبِدْعَةِ صادق آتی ہی مگر اب اس زمانے میں بعض مخالفان منہج سداد اور مدعیان کم سواد بوسوسہ شیطانی اور بہ نیت اظہارِ ہمہ دانی خود بھی اس عموم بدعت کو بدعتِ سینئہ سمجھہ بیٹھے ہیں اور دوسرے بے سوادوں کو بھی وہی الّٰہی سمجھہ سمجھانے میں لاکھوں طرحکی الت پھیر کر رہے ہیں بلکہ اکثر بمقابلاً طلبہ علوم اور کبھی کسی عالم کے مقابلے میں بھی اپنی کج فہمی کی راست نمائی میں سیکڑوں طرحکی کج بحثیاں اور ہزاروں طرحکی کج ادائیاں کرتے ہیں چنانچہ اکثر عوام بے سواد اور طلبہ علوم کم استعداد کے دلوں میں شکوک و شبہات بھی پڑنے لگے اسلئے اب اس مسئلہ خاص کی تحقیق علمائے دین پر واجب بلکہ فرض ہو گئی اب اس مقام میں سب سے پہلے بدعت کے معنے اور اوسکی اقسام اور ہر قسم کی تعریف بزبان احتجاج بیان کر دینا ضرور ہی پس جانا چاہئے کہ شرعاً بدعت اوسی کام کو کہتے ہیں جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حادث ہوا ہو اور آپ کی عہد رسالت میں اوسکا وجود نہ ہو اور اوسکی قسمیں پانچ ہیں - بدعت واجبہ بدعت مندوبہ بدعت محرّمہ بدعت مکروہہ بدعت مباح بدعت واجبہ

اوس امر حادث اور نو پیدا کو کہتے ہیں جو قواعد ایجاب کے تحت میں داخل ہو یعنی احداث اور نو پیدا کرنا اوسکا کسی امر واجب العمل کے استحصال یا اوسکی تکمیل و استحکام کی نیت سے عمل میں آیا ہو مثلاً اعجام یعنی غیر اہل عرب پر تحصیل اور علوم عربیہ کی جسکا پوہنا واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے ضرور ہو یعنی فہم معانی قرآن و حدیث اور علوم کے سیکھنے پر موقوف ہو اور وہ یہی چند علوم ہیں صرف و نحو و معانی و بیان و لغت و علم جرح و تعدیل و علم تفسیر حدیث صحیح و سقیم کہ بدون ان علوم کے سیکھنے کے معانی و مطالب قرآن و حدیث کا سمجھنا خارج از امکان ہی پس اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بسبب شائع نہونے اسلام کے غیر ملک عرب میں ان علوم کی تحصیل کی ضرورت اور رواج نہ تھا اور آپ کے بعد اسکے حادث ہونے کی جہت سے یہہ بھی بدعت ہی مگر بسبب موقوف علیہ ہونے ایک امر واجب یعنی فہم معانی قرآن و حدیث کے یہہ بدعت واجب ٹھہری تدریس کتب فقہ و اصول اور رد احوال قدریہ و جبریہ و مجسمہ و غیرہ بھی (کہ عبارت تدریس علم کلام سے ہی) اسی قسم میں داخل ہی - اور بدعت مندوبہ اسے کہتے ہیں جو قواعد فہم کے استحباب کے تحت میں داخل ہو جیسا بذنا رباط یعنی مسافر خانے اور مدرسوں کا اور ہر ایسی نیکی اور نیکوئی کی بنا ذالذی جو اوائل اسلام میں نہی اور اسی قسم میں داخل ہی نماز تراویح اور گفتگو کرنی اور مسائل دقیقہ علم تصوف کے اور انہیں اقسام کو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں اور بدعت مکرمہ وہ بدعت ہی جو مخالف کتاب و سنت ہو جیسے مذاہب قدریہ اور جبریہ اور مجسمہ اور معتزلہ کے ہیں اور اسی کو بدعت مینکہ اور بدعت ضالہ بھی کہتے ہیں اور بدعت مکروہہ وہ ہی جو قواعد مکروہہ کے تحت میں داخل ہو جیسا نقش و نگار کرنا مساجد و مصاحف کا بقول بعض اور بدعت مباح وہ بدعت ہی جو قواعد مباح کے تحت میں داخل ہو جیسے کھانے

پہننے میں تکلف کرنا یعنی اطعمہ لذیذہ پر تکلف کا کھانا اور اقمشہ نفیسہ پر تجمل کا پہننا بشرطیکہ یہہ دونوں از قسم حرام نہوں یعنی بغرض تلذذ و تکلف کے کوئی حرام چیز نکھالیوے اور بغرض تشین و تجمل اور تفاخر و تبختر کے حریر و اطلس پہن نالیوے [اب اس مقام پر اسے بھی یاد رکھا چاہئے کہ جو امر آنحضرت صلعم کے زمانے میں فتھا اور خلفائے راشدین نے اسے کیا ہو اگرچہ باہن معنی کہ آنحضرت صلعم کے زمانے میں فتھا البتہ بدعت ہی مگر درحقیقت وہ از قسم سنت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی علیکم بسنتی وسنتہ الخلفاء الراشدین یعنی واجب ہی تمپر لازم پکڑنا ہماری سنت کا اور ہمارے خلفاء راشدین کی سنت کا] پس اب جانا چاہئے کہ یہہ عمل مولد شریف بھی اگرچہ بسبب نہونے زمان برکت وسعدت نشان میں آنحضرت سرور کائنات صلعم کے بدعت ہی مگر بسبب داخل رھنے اسکے قواعد ندب واستحباب کے تحت میں بدعت مذربہ اور حسنہ ہی اور اسی طرح قیام وقت ذکر ولادت آنحضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اگرچہ بدعت ہی پر بدعت مذربہ ومستحسنہ اور اب تو گویا اسکے استحباب واستحسان پر اجماع ہو چکا ہی کیونکہ عرصہ زائد چھہ سی برس سے ایک جم غفیر اور جماعہ کثیر علمائے عظام اور فقہائے کرام اس عمل مولد شریف اور قیام وقت ذکر میلاد مذیب کے استحسان واستحباب پر اتفاق کرتے چلے آئے ہیں پس اب اس زمانے میں تو بنظر اس اجماع کے اس عمل شریف کی بجا آوری کو واجب سمجھا چاہئے کیونکہ اتباع اور پیروی جمہور علما کی واجب ہی اور ترک کرنا اوسکا حرام اور بعض لوگوں کا خلاف کرنا (اگر پایا بھی جاوے) مانع انعقاد اجماع نہیں ہی کیونکہ ہدایہ اور کفایہ اور تلویح وغیرہ کتب فقہ و اصول میں لکھا ہی کہ جس امر پر جمہور یعنی اکثر کا اجماع اور اتفاق ہو اوسمیں بعض کی مخالفت کا اعتبار نہیں ہی اور مشکوٰۃ کے باب الاعتصام میں لکھا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اتبعوا السوا الاعظم فانه من شدَّ شُدَّ فی الذار یعنی پیروی

کر تو سواد اعظم یعنی اکثر لوگوں کی اور جو شخص تنہا بڑا جماعت سے اور الگ ہوا
 انہے گرا دوزخ کی آگ میں • اور اوسے باب میں ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے
 ہلیمکم بالجماعة والعامۃ لازم پکڑو تم جماعت کو اور انٹر کو • یہ بھی اشارہ اسی طرف
 ہی کہ اتباع اور پیروی اکثر و جمہور کی کرنی چاہئے کیونکہ اتفاق کل علما کا سب احکام
 میں نہایت متعسر بلکہ ناممکن ہی اور اوسے میں لکھا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقه جو کوئی
 الگ ہوا جماعت سے بقدر ایک بالشت کے اوسے نکال دالا توڑی اسلام کی اپنی گردن
 سے • یعنی (العیان باللہ) قید اسلام سے نکل گیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ان اللہ لایجمع امتی علی ضلالة و ین اللہ علی الجماعة و من شدّ شدّ فی النار
 خداوند تعالیٰ اکٹھا نہیں کرتا ہی میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر اور اللہ تعالیٰ
 کی قدرت اور احسان کا ہاتھ جماعت پر ہی پھر جو شخص الگ ہوا جماعت سے
 گرا دوزخ کی آگ میں • اب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اہل حق کی نصرت
 و حفاظت فرماتا ہی اور حقیقت یہ ہی کہ اجماع جمہور علمائے معتمد اور
 فقہائے مسند ایک رکن ہی ارکان اربعہ شرعیہ سے [یہاں مجملہ جان لیا چاہئے کہ
 ارکان شرع چارہیں کتاب و سنت و اجماع امت اور قیاس مراد کتاب سے قرآن مجید
 ہی اور سنت حدیث شریف سے عبارت ہی اور اجماع امت یہی اتفاق جمہور علما
 ہی جسکا ذکر ہو رہا ہی اور قیاس کے معنی یہ ہیں کہ جب حکم کسی مسئلہ شرعی
 کا ان تینوں رکن میں جنکو اصول دین کہتے ہیں نملے اوسوقت کوئی عالم جسکو رتبہ
 اجتہاد کا حاصل ہو (کہ وہ رتبہ بہت ہی بلند اور عالی ہی اور شرح اوسکی خالی
 ازطولت نہیں) اپنی رائے اور قیاس کو دخل دیکر برعایت اونہیں اصول ثلاثہ کے ایک
 حکم ارسکا نکالے اور اس رکن سوم یعنی اجماع امت پر بہت بڑے بڑے امور دینیہ کا
 مدار ہی جنکی تفصیل سے کتب فقہ و اصول مملوہیں] اب ان مخالفان گمراہ کے بعض

استدلال کی حقیقت بھی سن لیا چاہئے ایک دلیل اونکی اصل عمل مولد شریف کے ابطال میں یہ بھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد • شرح دہلوی میں اس حدیث کے معنی یوں لکھے ہیں کہ جس کسی نے حادث اور نو پیدا کیا ہمارے دین روشن و ہویدا میں ایسی چیز کو جو اوس دین سے نہ ہو یعنی ایسی ایک چیز کو احداث کرے جو صراحتاً مخالف قرآن و حدیث ہو پس وہ چیز یا وہ شخص باطل اور مردود ہی • اب اسی ایک دلیل سے ان مخالفین کی رسائی کو سمجھا چاہئے کہ یہ کیونکر اس دلیل مخالف کو اس مسئلہ موافق پر منطبق کیا چاہتے ہیں کہان مخالفت حدیث و قرآن اور کہان ذکر میلاد برکت بنیاد حضرت خاتم پیغمبران صلی اللہ علیہ وسلم بہلا یہان مخالفت کا کیا ذکر یہ تو عین موافق بلکہ مقوی و مرید تصدیق کتاب و سنت ہی جیسا او پر کی تقریروں میں گذر چکا پس اسی پر دوسری دلیلوں کو بھی تیس کیا چاہئے • باقی رہا مسئلہ قیام وقت ذکر میلاد حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القیام اسکے ابطال میں مخالفین نے بڑا زور مارا ہی اور عوام بے سواد اور طلبہ کم استعداد کے دلوں میں بڑے بڑے شکوک و شبہات ڈالے ہیں اور اپنے حوصلہ اور رسائی کے مطابق بڑے بڑے ادلہ قویہ جسکو اپنی دانست میں لالچ اور لاجواب سمجھتے ہیں ایراد کئے ہیں اسلئے اوسکی نسبت کچھ تطویل کلام بذکر مذاہب و اقوال علماء عظام اور فقہاء کرام مناسب مقام معلوم ہوتا ہی •

جانا چاہئے کہ استسکان و استحباب قیام وقت ذکر میلاد حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بقول علماء عظام اور فقہاء کرام کے ثابت اور متحقق ہی ابنا اوسکا اور جواز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس وقت خاص میں ہی اور بہ نسبت اس جواز کے علمائے کبار کا یہ عقیدہ ہی کہ حضور آپ کا بدر شریف کے ماسوا اور کسی موضع میں خواہ بحصول قرب و نزدیکی و رفع حجاب و درری بطی الارض یعنی سمت جالے زمین کے یا کسی دوسری وجہ سے ممکن ہی اور تفصیل و تعین

اسکی مشیت ایزدی پر موقوف یعنی جسوقت جس طرح خداوند تعالیٰ کو منظور ہو کسی ایک مقام یا مجالس کو آپکے حضور برکت و سعادت معمور سے مشرف و ممتاز فرماوے مگر جتنی وجوہ و طرق کہ ممکن الوقوع ہیں اور اونکے شواہد بھی موجود انہیں چار قسموں میں منحصراً ہیں •

اول— شہود روح مع الجسد مگر نہ بجسد مُکدّر عنصری بلکہ بجسم مطہر انوری کہ بسبب غایت لطافت و نورانیت ہر فرد بشری بصارت و بینائی اوسکے ادراک سے محض عاری و قاصر ہی صرف وہی لوگ جنکے حال پر عنایت خاص مبدول ہو اور جنکو اپنے جمال منور کے مشاہدہ سے مشرف و مسعود فرمانا منظور دیکھ لیتے ہیں مثل اجسام ملائک عظام نہ بسبب لطافت و نورانیت کے ہر شخص کی بصارت اوسکو کب دیکھ سکتی ہی چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی مجالس شریف میں انتر تشریف لاتے تھے بہر کبھی توسب اہالی مجالس اونکے جمال باکمال کو دیکھ لیتے اور کسی وقت کوئی بھی ندیکھتا اور کبھی بعض دیکھتے اور بعض محروم رہجاتے جیسا کتب احادیث میں مفصلاً مذکور ہی •

• انرا بچشم پاک تو ان دید ہمچو ماہ • ہر دیدہ جاے طلعت آن نور بارہ نیست •

اور آپکے جسم مبارک کی لطافت تو خود حالت حیات میں بھی ظاہر تھی کہ آپکا سایہ نتہا پھر اسکی وجہ بجز لطافت کے اور کیا تھی اب غور کیا چاہئے کہ ہر گاہ اس نشأت دنیوی میں کہ محل ظلمت و کدورت اور مقام نجاست و کثافت ہی آپ کے جسم عنصری کو جو عموماً اجزاء ارضیہ سے مرکب ہی اس قدر لطافت و نظائت حاصل تھی پھر جب آپنے اس جسم عنصری مکدر کو چھوڑ کر بجسم نورانی لطیف اوس عالم نظیف میں انتقال فرمایا ہو اوسوقت وہ جسم مطہر کتنا صافی و اللطیف اور کس قدر اجلی و انطف ہوا ہوگا یہہ کہا جا سکتا ہی کہ وہ جسم نورانی اجسام ملائک عظام سے بھی بمدرج الطف و انطف اور انور و ابہر ہوگا •

دوم — شہود روح مجرد جیسا اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

میں واقع ہوتا تھا یعنی آپ عالم روہا یعنی خواب میں بروح مجرد تمام عالم ملکوت میں تفرج اور تفرج فرماتے اور کبھی بہشت کی اور کبھی کسی اور مقام کی سیو کرتے تھے چنانچہ کتب احادیث میں سینکڑوں روایتیں مصرح ہیں اور خواب انبیاء باتفاق علما در حکم وحی ہی اسمین کچھ کسی طرح کے شک و شبہ کو دخل نہیں پھر خواب میں بجز شہود بروح مجرد اور کوئی احتمال ہی نہیں اور یہہ شہود بروح مجرد بحالت خواب اگرچہ دوسروں کے حق میں بھی متصور ہی مگر آپ کے حق میں متیقن ہی اور دوسروں کی نسبت یہہ بھی محتمل ہی کہ اوہام و خیالات نفسانی و تخیلات و تسویلات شیطانی جسکو اضغاث الاحلام اور خواب پریشان بھی کہتے ہیں موجب اس شہود کا ہوا ہو •

سوم — شہود بمثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس تیسری صورت کی

تفہیم و تفہم اگرچہ عقول عامہ کی رسائی سے برتر و اعلیٰ ہی پر بالاجمال اسقدر سمجھ لیا چاہئے کہ مثال آنحضرت صلعم عکس ذات شریف اور پرتو نور انور ہی نہ مثل عکس کسی چیز کے جو آئینہ میں منعکس ہوتا ہی کیونکہ وہ عکس صورت صوری اور ظاہری کا ہی اور نہ مانند پرتو چراغ یا شمس و قمر کے جو در و دیوار پر پرتا ہی کہ وہ بھی سایہ صوری جسم نورانی ہی بلکہ مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عکس صورت معنوی اور حقیقی ہی اور پرتو نور باطنی و تحقیقی کہ نہ اسکو عین کہہ سکتے ہیں اور نہ غیر •

عقل اینجاریہ ندارد و ہم نیز • چشم بکشا لب فرو بند ای عزیز •

مشکوٰۃ شریف میں مرقوم ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع في قبره و تولیٰ عنه اصحابه و انه لیسع قرع نعالهم اتاه ملکان فیقعده انه فیقولان ما کنتم تقول فی هذا الرجل ای لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم الی اخر

الحديث معنی اس حدیث کے یہہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بئذہ جب رکھا جاتا ہی اپنی قبر میں اور اوسکے یار وہاں سے منہہ پھیر کر لوٹتے ہیں ارورہ اونکی جرتیوں کی آہت سننا ہی اوسوقت دوفرشتے اوسکے پاس آتے ہیں اور اوسے بٹھاتے ہیں پھر پوچھتے ہیں کیا کہتا ہی تو حق میں۔ اس مرد کے یعنی محمد مصطفیٰ صلعم کے انتہی • اب حضرت مولانا شیخ عبدالحق دہلوی قدس اللہ اسرارہ نے اسکی شرح میں یوں لکھا ہی کہ یہہ اشارہ بلفظ هذا الرجل یعنی یہہ مرد یا تو بجهت شهرت و حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اذنان و قلوب میں ہی (جیسا علمائے ظاہری کا زعم ہی) یا بالعیان باحضر ذات شریف باین طور کہ ایک مثال ذات آنحضرت پیش نظر اس میت کے حاضر لائے ہوں اور اشارہ هذا الرجل اوسي مثال شریف کی طرف کرتے ہوں،

چہارم — شہود برفع حجاب اور بطی الارض یعنی پردے اور حائلوں کے اوتھہ جانے اور زمین کے سمت جانے سے باین طور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مقدس میں متمکن اور رنق افروز رہیں اور پردے اور حجاب جو آپ کے اور اس مکان کے درمیان جہاں شہود منظور ہو حائل ہوں اُتھہ جائیں اور بعد مسافت بھی زمین کے سمت جانے سے باقی نرھے پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعین عذابت اوس موضع سعادت نصیب کو مشرف بملاحظہ فرمائیں •

اب یہہ چاروں صورتیں ممکن الوقوع بلکہ متوقع الوقوع ہیں جیسا اسکے دلائل و شراہد سے جو ابھی مذکور ہوتے ہیں ظاہر ہووگا انشاء اللہ تعالیٰ مگر تحقیق اس امر کی کہ ان اقسام میں سے کس قسم کا شہود کس مقام میں ہوا کرتا ہی محمول بعلم الہی ہی اسمیں کسی کے دم مارنے کی جگہہ نہیں ہی،

دلیل و مثال قسم اول شہود یعنی شہود روح مع الجسد کی بھی معراج شریف ہی کہ ساری کذب احادیث و سیراسکی تفصیل سے مملو اور مشکوٰۃ ہیں اور یہہ

معراج شریف بجسد نظیف حالت بیداری میں واقع ہوا نہ خواب میں بروح مجرد * مدارج النبوت میں حضرت مولانا شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مذہب صحیح یہی ہے اور جمہور علمائے صحابہ اور تابعین و تبع تابعین اور جو لوگ اونکے بعد ہوتے گئے محدثین و مجتہدین و متکلمین و غیر ہم از ائمہ دین سب کے سب اس پر منفق ہیں احادیث صحیحہ اور روایات صحیحہ اسپر ناطق ہیں اب یہاں اگرچہ تطویل کلام بذکر قصہ معراج موجب اظناب داستان ہو سکتا ہے مگر بنظر ایضاح مقام بالکلیدہ ترک کرنا بھی مناسب وقت نہیں اسلئے کچھہ بزبان محض ایجاز بیان ہوتا ہے یعنی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت بیداری میں بجسد شریف پہلے مکہ معظمہ سے بیت المقدس میں تشریف لے گئے اور مسجد اقصیٰ کے اندر داخل ہوئے اور وہاں دوکانہ ادا فرمایا اور جماعت انبیاء از آدم تا عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام نے ان حضرت کی اقتدا فرمائی [اب اس مقام پر سمجھا چاہئے کہ اداے ارکان نماز بدون روح مع الجسد کے متصور ہی نہیں ہو سکتی ہے] پھر اسی طرح بجسد مبارک آسمان پر تشریف لے گئے اور بعض انبیاء علیہم السلام سے جو آسمانوں پر بھی رونق افروز تھے ملاقات فرمائی اور وہاں بھی نماز ادا کی اور امامت کی اور انبیاء کی جیسا بیت المقدس میں گذرا پھر جب لونت آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے اور صبح ہوئی خبر دیا اپنے لوگوں کو پھر بعض ضعیف الایمان نے اوسکی تکذیب کی اور مرتد ہو گئے [اب اس تکذیب اور ارتداد سے بھی ظاہر ہے کہ وہ معراج بجسد شریف تھا ورنہ معراج صرف بروح مقدس کا جس طرح کہ خواب میں ہوتا ہے کوئی بھی منکر نہوتا کیونکہ وہ تو کوئی ایسا امر مستبعد نہیں بلکہ ہر فرد بشر کے لئے بھی متصور ہے جیسا اوپر مذکور ہو چکا] اور بعض دوسروں نے احوال و اوصاف تفصیلاً بیت المقدس پوچھے پھر آپ نے من وعن ذرہ ذرہ سب بیان کئے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض حالات

مجمع یاد نرسے تھے اسلئے میں متامل و متردد ہوا کہ فوراً بیت المقدس سے دیکھا یا گیا پھر جو کچھ سوال کرتے گئے میں اوسکا جواب دیتا گیا [اب علما نے اس مقام میں دو احتمال لکھا ہی ایک احتمال یہہ ہی کہ بیت المقدس آپکے سامنے اونٹھالئے جسطر حجر تخت بلقیس کو بیلک طرفۃ العین حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اونٹھالئے تھے یا صورت مثالیہ اوسکی آنحضرت صلعم کے سامنے حاضر اور متمثل کی گئی جسطر حجر بہشت و دوزخ آنحضرت کے سامنے متمثل کی گئی حالت نماز میں اور دوسرا احتمال یہہ کہ آنحضرت صلعم اور بیت المقدس کے درمیان جتنے پردے اور حجاب حائل تھے وہ اوتھے گئے ہوں اور بطی الارض مسامت بھی باقی نہ رہی ہو اور دوسری ایک روایت میں مذکور ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے بیت المقدس کو حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس لارکھا اور میری نظر کے سامنے کر دیا پھر میں اسے دیکھتا تھا اور جو کچھ بو چھنتے تھے اوسکا جواب دیتا تھا • اب جاے فکرتد بر ہی کہ جب بیت المقدس کا اوسکی جگہ سے اونٹھا کر دوسری جگہ لے آنا ملحقق اور واقع ہوا پھر اگر آنحضرت سرور کائنات و شہنشاہ دین کو کرسی عزت اور تخت عظمت پر بٹھا کر بلکہ مع رومہ منورہ اونٹھا کر جس جگہ مشیت ایزدی مقتضی ہو لے آوین اس میں کونسا تعجب اور استبعاد ہی حقیقت یہہ ہی کہ اس امر کی تصدیق میں ہرگز شک اور شبہ نہ ہوگا مگر اوسی شخص کو جسکو اس روایت نقل بیت المقدس میں بھی شک و تعجب ہو اور اسکی تصدیق میں شبہ کرنے والے کا حال خون ظاہر ہی کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ویسے شخص سے ہمکو بحث کرنا بھی ضرور نہیں کہ وہ لیس متما میں داخل ہی اور یہہ بھی روایت ہی کہ آنحضرت صلعم سفر معراج سے مراجعت فرماتے وقت اثناء راہ میں ایک قافلہ قریش پر سے گذرے اپنے اہل قافلہ پر سلام کیا اون لوگوں نے آپکی آواز اظیف کو پہچانا اور کہا کہ یہہ آواز محمد کی ہی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پھر اُنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیل فجر کے اور خبر دی اپنے
 قوم کو اس امر کی کہ تمہارے فلاںے قافلہ سے اٹناے راہ میں ملاقات ہوئی اور فرمایا
 اپنے کہ نشانی اوسکی یہہ ہی کہ گذرا میں تمہارے شترن پر کہ فلائی جگہ سے آئے
 تھے اور گم کیا لوگوں نے ایک شتر کو پہرے ہونڈ لایا اوسے فلا نے اور فلا نے روز وہ یہان
 پہنچ جائینگے پھر حساب رکھا لوگوں نے اوس دن کا اور ویسا ہی پایا یعنی قریب
 نصف الذہار اوسی روز معہود کے وہ قافلہ پہنچ گیا اور قصہ آپکے سلام کے سننے اور شتر
 کے گم ہونے اور اوس فلاںے کا اوسے ڈھونڈھ لانے کا بعینہ اوسی طرح پر جیسا اپنے
 بیان فرمایا تھا کہہ سنائے اب اس روایت سے بھی بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہہ سیر
 معراج آپکا بروح مع الجسد تھا نہ فقط بروح مجرد کما هو الظاهر علی الذہن السلیم
 والطبع المستقیم وان خفی علی الفہم السقیم والعقل الوخیم

قسم دوم وقسم سوم کے شواہد و امثله اوپر گذر چکے اب صرف قسم چہارم کی
 مثال باقی ہی سورہ قصہ، حرب موتہ ہی اور خلاصہ اوس قصہ کا جیسا تمام کتب
 سیر و مغازی میں مذکور ہی یہہ ہی کہ جب مقام موتہ میں اہل اسلام بمقابلہ
 کفار اٹام لڑنے بہرے ہوئے اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف
 مدینہ مطیبہ میں بجانب موتہ رخ پھیر کے بیٹھے اور قدرت الہی نے سارے حجیب
 حائلہ کو آپکی نظروں سے اڑٹھا دیا اور وہ مقام موتہ جو بفاصلہ بعید مدینہ شریف سے واقع
 تھا بطی الارض یعنی زمین کے سمت جانے سے آپکے روبرو ہو گیا پھر آنحضرت صلعم اوس
 معرکے کو اپنی انکھوں سے معاینہ فرماتے اور اصحاب کرام سے ارشاد کرتے تھے کہ زید ابن حارث
 رضی اللہ عنہ نے علم اوتھایا اور شہید ہو گئے بعد اُسکے جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے علم اوتھایا
 اور شہید ہوئے پھر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور وہ بھی شہید ہوئے تا آخر قصہ -
 اب اگر کوئی کچ فہم و ناقص العقل ان تقریر و نکو سنکر یہہ کہے کہ ہم نے مانا کہ یہہ ساری قدرت
 و قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت حیات میں حاصل تھی مگر بعد آپکے انتقال

فرمانیکے اسکے باقی رہنے پر کیا دلیل ہی اوسکا جواب یہہ ہی کہ مدار اس قدرت و قوت کا اوپر نبوت درجہ رسالت اور تحقق رتبہ قرب و کرامت کے ہی پھر جب یہہ مدارج عالیہ بعد انتقال کے بھی ثابت ہیں البتہ بے شک و شبہہ اور بے ریب و تردد وہ قدرت و قوت بھی باقی ہی اور تحقیق اس مقام کی یہہ ہی کہ اہل ایمان سے خوارق عادات کے ظاہر ہونے کا مدار اوپر نبوت کسی ایک صفت کے انہیں تین صفتوں میں سے ہی یعنی رسالت و نبوت و ولایت اور ان امور میں حالت حیات سے حالت ممات میں کچھہ فرق نہیں ہوتا ہی یعنی مدان اللہ کہ وہ مراتب عالیہ اور مدارج سامیہ جو حالت حیات میں حاصل تبع بعد ممات مسلوب ہو جائیں پھر جب ہر ایک صفت کے متصف کا یہہ حال ہو تو آپ کی نسبت کہ ان تینوں صفات عالیہ کے موصوف اور اکمل الانملین و افضل الافضالین اور اکرم الاکرمین و اعظم الاعظمین ہیں ان خدشات و شبہات کا کیا مقام ہی حقیقت تو یہہ ہی کہ جس شخص کو آپ کی حالت حیات کے خوارق و معجزات کی تصدیق میں تردد ہی اوسیکو بعد الموت ایسے معجزات کے صدور کی تصدیق میں بھی تامل ہوگا و نعوذ باللہ من ذلک - اور بعض مخالفین یوں اعتراض کرتے ہیں کہ جب احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم قبر شریف میں بچسہد نظیف زندہ رونق افروز ہیں اور تاقیام قیامت یوں ہی قیام فرما اور رونق افزا رہینگے تو اب حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم موضع ماورای قبر شریف میں یا بائیں طور ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم بچسہد نظیف قبر شریف سے نکلکر اوس موضع خاص میں رونق افزا ہوں اور یہہ محض محال ہی کہونکہ اگر ایسی صورت ہوتی تو لامحالہ درود یوار رضہ منورہ شق ہو جائے حالانکہ یہہ کبھی وقوع میں آیا اور کسی لے بھی ایسی روایت یا حکایت نہ کی یا اس طور پر ہوگا کہ آپ بروح مجرد اوس محل خاص کو مشرف بحضور فرمائیں اور اسمین یہہ ایک بڑی قباحت آن پڑتی ہی کہ خراہ نخراہ انفکاک روح و طہر کا جسد مذکور سے لازم آتا ہی اور

یہی معنی نزع روح کے ہیں تو گویا معاذ اللہ ہر بار کسی محل ماورائے قبر شریف کے رونق
 افزا ہونے میں کیفیت نزع روح کی طاری ہوا کرتی ہی اور نزع روح کی تکلیف سب
 پر ظاہر و آشکار ہی اور اس تقدیر میں حضور آنحضرت موضع ماورائے قبر شریف
 میں تجویز کرنی عین اُنکے حق میں تکرار نزع روح کی تجویز کرنی ہی اور اسکی رکات
 خود ظاہر ہی انتہی - پس اگرچہ بنظر شذاعت و ابتدال اس اعتراض مہمل کے یہہ
 بھی مثل اور ہدایات لا یعنی کے ہرگز التفات کے قابل نہتھا مگر چونکہ ایسے اعتراضات
 اندر عوام کم سوان کے دانومین جاگ جگہہ کرتے ہیں اسلئے اسکی شذاعت و ابتدال کا
 واضح کر دینا بہت ضرور ہوا سو یاد کیا چاہئے کہ اوپر بیان ہو چکا ہی کہ آپکا قبر شریف
 کے ماسوا کسی اور موضع کو اپنے حضور پر نور سے مشرف فرمانے کی چار صورتیں ہیں
 پہلی صورت حضور روح مع الجسد مگر نہ بجسد مگر عنصری بلکہ بجسم مطہر انوری
 کہ بسبب غایت لطافت و نورانیت ہر فرد بشر کی بصارت و بینائی اوسکے ادراک سے محض
 عاری و قاصر ہی اور اسی تقدیر کے خاتمہ میں یہہ بھی مذکور ہوا ہی کہ آپکے جسم
 مبارک کی لطافت تو خون حالت حیات میں بھی ظاہر نہی کہ آپکا سایہ نہتھا اور جب
 اس نشأت دنیوی میں کہ محل ظلمت و کدرت ہی آپکے جسم عنصری کو جو عموماً
 اجزائے کثیفہ سے مرکب ہوا کرتا ہی استدر لطافت حاصل نہی پھر جب اپنے اس
 جسم ظلمانی مگر کوچہ و زکوہ جسم نورانی مطہر اوس عالم نظیف میں انتقال فرمایا اوس
 وقت وہ جسم مطہر کتنا اصفی و الطف اور کسقدر اجلی و انظف ہوا ہوگا یہہ کہا جاسکتا
 ہی کہ وہ جسم نورانی اجسام ملائک عظام سے بھی بمذارج الطف اور انظف اور انور
 و ابھر ہوگا اور جب جسم ملائک بسبب اپنی خفت اور لطافت کے ہر جسم اور ہر
 شی کے اندر داخل ہوسکتا ہی تو آپکے جسم الطف و انظف کے دیوار وضہ مذورہ سے گذر
 جانے میں کونسی جگہہ نامل اور تردد کی ہی ایسے معترض کو تو عذاب قبر پر
 بھی شبہہ ہوسکتا ہی کیونکہ آخر عذاب کرنے کے لئے ملائک موکل عذاب کا قبر میں

آنا جانا ضرور ہی حالانکہ کسی نے آج تک کسی کافر و مشرک کی قبر کو بھی شق
 ہوتے نہیں دیکھا پھر ارسامین فرشتے عذاب کے کیونکر آئے گئے اور کیونکر اوسپر عذاب
 ہوا اور اگر معترض کو آپکے جسم شریف کی لطافت و نظافت ہی پر اعتقاد نہو اور
 اوس جسم لطیف نورانی کو اپنے جسم کڈیف ظامانی پر قیاس کرتا ہو تو اسکا جواب
 ہی نہیں اور وہ قابل خطاب ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے مرحلے سے خارج ہی فذعون
 باللہ منہ و من ذریعتہ - اور یہہ بھی اوپر کڈر چکا ہی کہ شہوں روح مجرد آپکا مثل
 خواب کے ہوا کرتا ہی یعنی جیسا کہ آپ انثر حالت حیات میں بھی بعالم رویا یعنی
 خواب کی حالت میں تمام عالم ملکوت میں تعرج و تفرج فرماتے اور کبھی
 بہشت اور کبھی اور کسی مقام کی سیر کرتے تھے اوسی طرح اب بھی بروح مجرد
 مثل حالت خواب اور رویا کے جس مقام کو چاہتے مشرف بحضور فرماتے ہیں مگر
 معترض لے اپنی غایت جہالت و نادانی اور ہفاہت و غلط فہمی سے اس شہوں
 روح مجرد کو شہوں بنزع روح سمجھا اور کیسی کیسی بے ادبی اور گستاخینکا مصدر
 بنا نعون باللہ من الجہل والغویۃ - اور بعضوں کو اس مقام میں یہہ بھی خدشہ
 ہوتا ہی کہ جب آن واحد میں مجالس متعددہ ذکر میلاد برکت و سعادت بذیان
 اماکن مختلفہ میں منعقد ہوویں اوسوقت حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کا بذات واحد و بآن واحد اور ساری مجالسوں میں کیونکر ہو سکتا ہی اوسکا جواب
 اولاً - یہہ ہی کہ ہم صرف یہہی کہتے ہیں کہ حضور آنحضرت کا کسی ایک مجالس
 ذکر میلاد شریف میں جسکو لیاقت و قابلیت آپکے حضور اور مقبولیت کی حاصل
 ہو جائز ہی اور وہ بھی تمام اوقات مجالس کے کسی ایک وقت خاص میں نہ یہہ
 کہ حضور آپکا ساری مجالس مراد میں ابتدا سے لے انتہا تک واجب ہی تو اب
 یہہ بھی ہو سکتا ہی کہ آپ ایک ہی مجالس کو مشرق فرمائیں اور باقی مجالس
 محروم رہ جائیں اور یہہ بھی ممکن ہی کہ ایک لحظہ ایک مجالس میں اور دوسرے

لمحہ دوسری مجلس میں رونق افروز ہوں اور ٹانیا - یہہ کہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ حضور آپکا چار طریقے پر ممکن ہی ایک اونمیں سے شہود برفع حجاب اور بطی الارض ہی یعنی پردے اور حائلوںکے اوٹہ جانے اور زمین کے سمت جانے سے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ مقدس میں متمکن اور رونق افروز رہیں اور پردے و حجاب جو آپکے اور اوس مکانکے درمیان جہان شہود و حضور منظور ہو حائل ہوں اوٹہ جائیں اور بعد مسافت بھی زمین کے سمت جانے سے باقی نرہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعین عنایت اوس مجلس سعادت نصیب کو مشرف بملاحظہ فرمائیں پھر اس صورت میں تو ممکن ہی کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم اپنے روضہ مذکورہ میں متمکن اور رونق بخش رہیں اور ایک ہی آن میں ساری مجالس متعددہ اور اماکن مختلفہ آپکے سعادت مشاہدہ اور کرامت ملاحظہ سے مشرف اور مسعود ہو جائیں نائلاً - یہہ کہ اگرچہ وجود ذات واحد بآن واحد امکانہ متعددہ میں بعقل قاصر اور فہم ظاہر مستبعد اور محال ہی لیکن درحقیقت بذکر کرامت اولیا یہہ امر محال محض آسان اور ممکن الوقوع ہی بلکہ سیکڑوں شواہد اسکے جو اولیاء کرام سے وقوع میں آئے ہیں موجود ہیں جیسا کہ حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ السامی نے اپنی کتاب نفحات الانس میں اوسکی تصریح فرمائی ہی اور جب آپکے غلامان درگاہ اور خادمان بارگاہ سے ایسے سیکڑوں کرامات اور خوارق عادات صادر ہوئے ہوں جیسا کتاب نفحات الانس اور تذکرۃ الاولیا اور سفینۃ الاولیا اور شواہد الذبوة اور مدارج الذبوة وغیرہ سے بخوبی ثابت ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تینوں مدارج علیہ رسالت و نبوت و ولایت کے جامع بلکہ ہر ہر درجہ میں افضل و اکمل ہیں اسکے صادر ہونے میں کونسے قائل و تعجب کی جگہ ہی اب ہم یہاں ایسی دو روایتیں ایراد کرتے ہیں جو صراحتاً اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد انتقال فرمانے اس عالم حسی سے جس جگہ چاہیں

بحکم آہی بذات شریف مع جسد نظیف رونق افروز ہو سکتے ہیں اوسی طرح جیسے حالت حیات میں ہر جگہ تشریف فرما ہوتے تھے پہلی روایت کو حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مائتبت بالسنة میں جامع الاصول سے بسند ترمذی نقل فرمایا ہی عن سلمیٰ امرأة من الأنصار قالت دخلت علی ام سلمة رضي الله عنها و هي تبكي فقلت ما يبكيك قالت رايت الآن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام على رأسه و لحيته التراب و هو يبكي فقلت مالك يا رسول الله قال شهدت قتل الحسين آنفا * روایت ہی سلمیٰ سے جو ایک عورت انصار میں سے تھی کہا اوسنے کہ حاضر ہوئی میں جناب میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضي الله عنها کے جس حال میں کہ حضرت ام المؤمنین زورہین تھیں پھر کہا میں نے کونسی چیز دلتی ہی آپکو فرمایا حضرت ام المؤمنین نے دیکھا میں نے اسی وقت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو خواب میں کہ آپکے سر مبارک اور ریش مقدس پر گرد و غبار پڑے ہیں اور آپ روتے ہیں پھر کہا میں نے کیا حال ہی آپکا یا رسول اللہ فرمایا حاضر ہوا میں ابھی مقتل حسین پر رضي الله عنه اور دوسری روایت کو حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں بیہقی کے دلائل الذبوحہ سے نقل کی ہی عن ابن عباس رضي الله عنه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم نصف النهار اشعث اغبر و بيده قارورة فيها دم فقلت بابي انت و امي يا رسول الله ما هذا قال دم الحسين و اصحابه لم ازل المنقطه منذ اليوم فاحصى ذلك اليوم فوجد و ه قتل يومئذ * روایت ہی ابن عباس رضي الله عنه سے فرمایا انہوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یعنے خواب میں) دو پھر کے وقت زلیدہ مو اور غبار آلود اور آپکے دست مبارک میں ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا پھر کہا میں نے (فدا ہوں آپ پر میرے باپ اور ما) اے رسول خدا یہ کیا ہی فرمایا آپ نے یہ خون ہی حسین کا اور انکے اصحاب کا رضي الله عنهم اجمعین برابر جمع کرتا رہا میں

اوسکو آجکے دن پھر حساب کیا گیا وہ دن تو پایا لوگوں نے کہ اوسی دن قتل کئے گئے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پس اب ان دونوں روایتوں سے جنکا حاصل ایک ہی ہے چند فائدے نکلے اول یہ کہ حادثات دنیا اور حالات اہل دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوا کرتے ہیں جس طرح خداوند تعالیٰ کو منظور ہو خواہ آپکے اوسمیں تشریف لانے سے یا باعلام الہی پھر اعلام الہی بلا واسطہ ہو یا بواسطہ خواہ بذریعۃ الہام یا برفع حجاب یعدی ہر دن کے اُنہے جانے سے جیسا حالت حیات میں ہوا کرتا تھا دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر قدرت بخشی ہے کہ آپ بذات شریف ساتھ جسد منیف کے جسوقت جس جگہ چاہیں اور قصد فرمائیں تشریف لیجائیں اور رونق افروز ہوئیں کیونکہ غبار آلود ہونا چہرہ شریف کا گرد پڑنا سروریش مبارک پر رونا اور آنسو بہانا صاف دلائل ہیں واضح ہیں اس امر پر کہ حضور آپکا مقتل پر اپنے قرۃ العین حضرت حسین رضی اللہ عنہ فی الکونین کے ساتھ جسد شریف کے تھا تیسرا یہ ہے کہ جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں اور محبوں کی موت کے وقت وہاں تشریف قدم آرزانی فرمائیں جیسا حالت حیات میں تشریف فرما ہوا کرتے شرح الصدور اور دوسری کتب معتمدہ میں لکھا ہے کہ ارواح مومنین انکے اقربا کے مرتے وقت حاضر ہوتے ہیں چوتھا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد مطلع ہونے اوپر کسی حادثہ جانکاہ کے جو آپکے دوستوں اور محبوں کو پہنچے غمگین اور ملول ہوتے ہیں جیسا حالت حیات میں ہوا کرتے افسوس ہی اوپر قاتلان جگر گوشہ حضرت خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع و مشفع یوم الدین کے اور افسوس ہی معین و مددگاروں پر اور قاتلوں کے اور انکے حکم دینے والوں پر کہ کیونکر بعد اس جسارت پر شقاوت کے پھر آپہی کی شفاعت کے امیدوار ہیں و نعم ما قبل فی هذا المعنی * شعر *

اَ تَرِ جِوَامِعَ قَتَلَتِ حَسِیْنَا * شَفَاعَةَ جَدِّهِ یَوْمَ الْحِسَابِ *

بیت

• از خصم توان رست بتائید شفیع • آنجا کہ شود خصم شفیعت چہ شود •

پانچواں یہہ کہ جائزہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کسی ایسی مصیبت کی خبر جو آپکے کسی حبیب و قریب کو پہنچے اوسکے کسی دوسرے مخلص کو بطور تعزیت کے ارشاد فرماویں جیسا کہ یہہ خبر مصیبت اثر شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہ یہہ دونوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کمال الفت و محبت رکھتے اور ہمیشہ انکی شہادت سے ترسان اور ہوسان رھتے تھے پہنچایا • چہتھا یہہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر قضائے مجرم کے واقف ہوتے ہیں تسلیم اور رضا اختیار کرتے اور اوسکے وقوع کے وقت صبر و شکیبائی فرماتے ہیں جیسا کہ حالت حیات میں فرمایا کرتے •

پس اب ان روایات اور ان وجوہات سے واضح اور لائح ہوا کہ حیات و ممات حق میں اوس قبلاً حاجات اور مرجع مرادات کے جمیع صفات و کمالات اور صدور معجزات اور وقوع خوارق عادات اور نرحمات و تلافیات میں مساوی الدرجات ہی اب ایک اور دوسری روایت جو اوپر کی روایتوں اور تقریرونکو بڑی تائید بخشتی ہی بیان کی جاتی ہی کتاب بہجت الاسرار میں ایسی سذون سے کہ اونمیں دوسے زائد وسائل نہیں ہیں یہہ روایت لکھی ہی کہ ایک دن حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہ کرسی عظمت و جلالت پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے اور قریب دس ہزار آدمیوں کے مجلس و عظیم حاضر تھے اور شیخ علی ابن ہینتی پائے کرسی بیٹھے تھے کہ یکایک شیخ علی موصوف کو ایک نیند ہی طاری ہوئی پس حضرت غوث الاعظم نے بخطاب قوم فرمایا اسکوتوا یعنی چپ ہو جاو فورا سبکے سبب چپ ہو گئے بہر اوتر آئے حضرت ممدوح کرسی وعظ سے اور شیخ علی

موصوف کے سامنے با ادب کہتے ہو کر اونکی طرف دیکھنے لگے پھر جب بیدار ہوئے شیخ علی موصوف فرمایا اونکو حضرت غوث الاعظم نے دیکھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہا شیخ موصوف نے ہاں دیکھا فرمایا حضرت غوث نے اسی لئے ادب کیا ہمنے اور اکہتے ہوئے تمہارے سامنے پھر پوچھا حضرت غوث نے کس چیز کی وصیت فرمائی تمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپکی مجلس کی ملازمت کرنے کی۔ شیخ علی کہتے ہیں کہ جو کچھ میں خواب میں دیکھا حضرت غوث نے وہ سب بیداری میں مشاہدہ فرمایا انتہی من الشرح الدہلوی اب یہہ قصہ حضرت غوث الاعظم اور شیخ علی ہدایتی کا صرف دلالت کرتا ہی اسبات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ علی موصوف کو اس کے خواب میں بذات شریف و بجمہ لطیف اپنا دیدار سعادت آثار بخشا اور اپنی ملازمت با برکت و سعادت سے مشرف اور ممتاز فرمایا کیونکہ اگر یہہ بات نہوتی تو حضرت غوث کا اتنا ادب اور اتنا اکرام اور وہ سکوت و قیام کیوں اور کسلنے تما فتدبروا و تفکروا اور اسی طرح بعض دوسرے عرفائے محافل قدسی مشاکل ذکر میلان برکت و سعادت بزیاد میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم ظاہری مشاہدہ کیا ہی جیسا کہ مولوی محمد سعید ولد قاضی القضاة مدراس مولوی محمد صبغة اللہ الشافعی سلمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے اوس رسالے میں جسکو انہوں نے باثبات عمل مولد شریف اور بن اقوال منکران میلاد عموما اور ابطال اسذہن مولوی الہدای خصوصاً تحریرات اخبار نامہ دور بین پر ابتدا کر کے تالیف کیا ہی اور وہ رسالہ سنہ ۱۲۷۶ ع میں شہر مدراس کے مطبع رحمانی صبح صادق میں چھپ گیا ہی اور شہر کلکتہ میں بھی اکثر نسخے اس کے پہنچ گئے ہیں یہہ لکھا ہی کہ سید جلیل یوسف بن محمد المطاح الابدل نے جو مکہ معظمہ کے فحول علمائے متاخرین میں سے ہیں یہہ ارقام فرمایا ہی لامانع من حضور روحہ الشریف او مثال

ذاتہ فقد صحیح ائمہ من العلماء و جود المثل و قد ذکر العلامة السيوطي في كتابه شرح الصدر ان ذلك صحيح الحق قوله و اما مشاهدة حضوره صلى الله عليه وسلم فقد اخبرني الثقة من اهل الصلاح انهم شاهدوه صلى الله عليه وسلم مرارا عند قراءة المولى الشريف و عند ختم القرآن و بعض الاحاديث و قد اشتهر حضور روحه صلى الله عليه وسلم عند انشاد القصيدة المشهورة بقصيدة السيد ابى جعفر و هي مشهورة الفضل و البركة انتهى خلاصه مطاب اس عبارات كا بيہ ہى کہ آپکي روح شريف يا مثال ذات منيف کے موضع ماسواے قبر شريف ميں رونق افروز ہونے کي کوئي شى مانع نہيں يعنے حضور آپکا جہان آپکو منظور ہو ممکن الوقوع ہى اور صحيح رکھا ہى اسکو (يعنے اعتقاد امکان حضور کو) ائمہ علمائے اور علامہ جلال الدين سيوطي نے اپني کتاب شرح الصدر ميں ذکر فرمايا ہى کہ بيہ صحیح ہى يہان تک کہ بيہ لکھا ہى کہ در باب مشاہدہ حضور آنحضرت صلى الله عليه وسلم خبر دي ہے کہ بہت سے ثقات اہل صلاح نے کہ بارہا مشاہدہ کيا ہى اولوگوں نے آنحضرت صلى الله عليه وسلم کو مولد شريف کے پڑھنے وقت اور قرآن شريف کے ختم کرتے وقت اور بعض احاديث کے پڑھتے پڑھاتے وقت اور سيد ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے قصيدہ مشہورۃ الفضل والبرکۃ کے پڑھنے وقت تو آپکي روح شريف کانشریف لانا بہت ہى مشہور ہى اب اعتقاد کرنا کسي مسلمان کا باين طور کہ آنحضرت صلى الله عليه وسلم بذات شريف خواہ بجسد لطيف يا بجمرد روح نظيف يا بمثال منيف کسي ايلک مجلس ميں مجلس ميں اجلاس ميلاں شريف کے ساعات قرأت مولد شريف کے کسي ايک جزؤ ميں بشرط قابليت و مقبوليت اوس مجلس کے رونق افزا ہوتے اور اہل مجلس کو سرفراز فرماتے ہيں بيشک و شہہ درست ہى اور اسبطرح اذعان اسبات کا کہ اميد ہى کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے پردے اور حائلوں کو اوتھا ديوے اور زمين بھي بحکم آہي سمت جارے اور آنحضرت صلى الله عليه وسلم کو کسي ايلک مجلس مواد

شریف کی طرف متوجہ کر دے پھر آنحضرت بعین عذایت اور بذنر رافت و شفقت اوس محفل کو ملاحظہ فرماویں اور حاضرین مجلس کو باین سعادت عظمیٰ اور شرافت کبریٰ مسعود و مشرف فرماویں لاریب حق اور ثابت ہی پس جب رونق افزائی آنحضرت باحتمال غالب ثابت ہوئی تو اب علمائے کرام وقفہائے عظام نے ایک جزء خاص کو ساعات قرأت مولد شریف کے واسطے قیام بغرض اعظام و اکرام کے مقرر فرمایا اور چونکہ بیشتر تشریف بخشی حضرت بوقت ذکر ولادت سراسر برکت و سعادت کے وقوع میں آئی ہی اسلئے برعایت الحکم بالغالب کے علی العموم اوسی وقت خاص کو واسطے قیام کے تجویز فرمایا چنانچہ یہی تجویز حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلام میں معمول بہ اور جاری ہی اب کسی مخالف و معاند کا محض از راہ عذاب جبلی کے اس خلاف پر اصرار و استبداد کرنا سوائے گستاخی و بے ادبی بحضرت رسالت مآب کے اور کیا ہو سکتا ہی امان نالہ و سائل المسلمین عن امثال هذه الجسارة والاقدام باساعة الادب الی حضرت سید الانام صاحب الکوثر و المقام ووفقنا بافداء نفوسنا و اهداء ارواحنا بتعظیمہ علیہ الصلوٰۃ و السلام الی یوم البعث و القیام اب باقی رہا اعتقاد بعض عوام کالانعام کا باین کیفیت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس مولود شریف میں تشریف لاتے ہیں سو یہہ اعتقاد البتہ بلا دلیل اور ہرگز قابل اعتماد اور لائق اعتبار نہیں ہی بلکہ اوس عقیدے کو خطا اور غلط سمجھا چاہئے اور اسکے قائلین کو گستاخ و بے ادب کہا چاہئے کیونکہ بعض مجلسیں تو ہمارے جانے کی بھی قابلیت نہیں رکھتیں پھر کیونکر حضرت رسالت مآب کی تشریف فرمائی کی لایق ہونگی مگر اونکے زعم باطل کو بھی مثل مخالفین کے شرک نہ سمجھا چاہئے کیونکہ شرک کے معنی شرعاً یہہ ہیں کہ کسی دوسرے کو ذات واجب تعالیٰ کا شریک کر دنا جیسا گبر و آتش پرستوں کا عقیدہ ہی کہ وہ در شخص واجب الوجود کو بالتشارك خالق اشیا سمجھتے ہیں اور

ایک کو یزدان یعنی خالق خیر اور دوسرے کو اہرمن یعنی خالق شر کہتے ہیں یا کسی دوسرے کو صفاتِ مختصہ باری تعالیٰ میں شریک سمجھنا جیسا ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ وہ اپنے دیوتاؤں میں سے کسی کو خالق اور کسی کو باریق اور کسی کو پانی برسانے والا اور کسی کو لڑکا دینے والا اور کسی کو مارتے والا اور کسی کو جلانے والا اسی طرح ایک ایک کو ایک ایک صفتِ مختصہ باری تعالیٰ میں شریک سمجھتے ہیں۔ سو اس زعم مذکور میں ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت پائی نہیں جاتی اور اسی طرح اعتقاد کرنا اس امر کا کہ روح پر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان میں زمین و آسمان اور مابین ان دونوں کے ہر زمانے و ہر آن میں ہمیشہ موجود اور حاضر ہے یہ اعتقاد بھی باطل اور نامقبول ہے۔ ہم نے تو کبھی ایسا اعتقاد کسی مسلمان سے سنا ہی نہیں۔ ولو فرضنا اگر کوئی جاہل ایسا اعتقاد باطل رکھتا بھی ہو تو اعمالے دیبدار پر واجب ہے کہ ہر طرح وعظ و نصیحت سے اس عقیدہ فاسدہ کو اوسکے دل سے دور کرے نہ یہ کہ عمل مولد شریف کو قبیح اور مکروہ کہنے لگیں کیونکہ اس اعتقاد بے بنیاد کو عمل مولد شریف کے ساتھ کونسا تعاقب اور کیا مناسبت ہے اسکی صورت تو بعینہا و یسی ہی ہے کہ ایک جاہل بہ نسبت کعبہ معظمہ کے باعتبار لفظ بیت اللہ کے یہ زعم کرے کہ کعبہ خدا کے بچے کا گھر ہے اور خدا اسکے اندر موجود ہے تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا اوس جاہل کو اس اعتقاد سے باز رکھا جائے یا نعوذ باللہ کعبہ کو دھا دینے کی فکر کرنی چاہئے اللہم و ققتنا بجاہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام باجراء ہذا العمل الخیر عمل المولود الشریف عاماً بعد عام و ایدنا بابطال الاقوال اللغیۃ الی اشاعہا بعض من الفرق الخاطیۃ و اهد اللہم تلک الفرق الی المنہج القویم و الصراط المستقیم و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی خاتم المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین *

Patron.

THE HON'BLE CECIL BEADON,
Lieutenant-Governor of Bengal.

President

Of the Society and of the Committee of Management.
MAULVIE MAHOMED WUJEEH.

Vice-Presidents.

KAZEE ABDOL BARREE,
AND
MOULVIE HAFIZ AJEEB AHMUD.

Members of the Committee of Management.

MOONSHEE AMEER ALLY KHAN BAHADOOR.
MOULVIE SYED AZUMOODDEEN HUSSUN KHAN BAHADOOR
MOULVIE ABBASS ALLY KHAN.
MOONSHEE HUBEEBOOL HUSSUN.
MOONSHEE SUFDUR ALLY KHAN.
NAKHODA HUSSUN IBRAHEEM BIN JOUHUR.
MOULVIE MAHOMED ABDOOR ROWOOF
MOULVIE DULLEELOODDEEN AHMUD KHAN BAHADOOR.
MOULVIE ABDOL HUKHEEM,
MOULVIE ABDOL HUCK.

*Secretary of the Society and Member and Secretary of the Committ
of Management.*

MOULVIE ABDOL LUTEEF KHAN BAHADOOR.

No. 1.

A DISCOURSE

IN OORDOO

ON

THE CELEBRATION OF THE CEREMONY OF
MOULUD-I-SHUREEF

OR THE

PUBLIC RECITAL OF THE LIFE OF THE PROPHET

(Being an Abridgment of a Pamphlet by Moulvie Mahomed Wajeh.)

DELIVERED

BY

Moulvie Abdool Dukcem,

AT THE SECOND AND THIRD MONTHLY MEETINGS OF THE
MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY

HELD AT THE RESIDENCE OF

MOULVIE ABDOOL LUTEEF KHAN BAHADOOR,

On the 13th May and 15th June, 1863.

Published by the Mahomedan Literary Society.

CALCUTTA:

PRINTED AT THE BAPTIST MISSION PRESS.

1865.

THE CALCUTTA MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY—First Year.

No. 1.

A DISCOURSE

IN OORDOO

ON

THE CELEBRATION OF THE CEREMONY OF

MOULUD-I-SHUREEF

OR THE

PUBLIC RECITAL OF THE LIFE OF THE PROPHET

(Being an Abridgment of a Pamphlet by Moulvie Mahomed Wujeeh.)

DELIVERED

BY

Moulvie Abdool Hukeem,

AT THE SECOND AND THIRD MONTHLY MEETINGS OF THE
MAHOMEDAN LITERARY SOCIETY

HELD AT THE RESIDENCE OF

MOULVIE ABDOOL LUTEEF KHAN BAHADOOR,

On the 13th May and 15th June, 1863.

Published by the Mahomedan Literary Society.

CALCUTTA :

PRINTED AT THE BAPTIST MISSION PRESS.

1865.

